

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترمین مفتیان کرام آپ حضرات سے مسئلہ ہذا میں راہنمائی مطلوب ہے، امید ہے کہ تفصیلی جواب سے سرفراز فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں گے۔
فقہائے احناف میں سے علامہ یعنی، علامہ کورانی، ملا علی قاری اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ ”إسبسال الإزار“ کے بارے میں یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں اگر تکبیر کے ساتھ ہو تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکبیر کے بغیر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (اور فتاویٰ عالمگیریہ میں بھی یہ بات مذکور ہے۔)

ملاحظہ فرمائیں: (عمدة القاري، كتاب اللباس، باب: من جر إزاره من غير خيلاء: رقم الحديث:

٥٧٨٤-٥٧٨٧/٢١٠٥٨٨٧-٤٣٧/٤٤١، دار الكتب العلمية)

(الكوثر الجاري إلى رياض البخاري، كتاب اللباس، باب: من جر إزاره من غير خيلاء: رقم الحديث:

٥٧٨٨، ٣٣٨/٩، دار إحياء التراث العربي)

(مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الستر، رقم الحديث: ٧٦٤، ٤٣٩/٢، كتاب اللباس، الفصل الأول، رقم

الحديث: ٤٣١١، ١٩٧/٨، رقم الحديث: ٤٣١٤، ١٩٨/٨، وكتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين

ﷺ، رقم الحديث: ٥٧٧١/١، ٤٥١، رشيدية)

(اشعة اللمعات، كتاب اللباس، فصل اول: ٥٣٥/٣، مكتبة رضويه نوريه، سكهه)

(الفتاوى الهنديه، كتاب الكراهية، الباب التاسع: في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره: ٣٣٣/٥،

ط: بولاق)

اور علمائے دیوبند کے اس مسئلہ میں دو گروہ ہیں: پہلے گروہ میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ ”إسبسال الإزار“ اگر تکبیر کے ساتھ ہو تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکبیر کے بغیر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (نوٹ: ان حضرات نے اکثر علامہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ ”شوافع“ کی کتب و اقوال پر اعتماد کیا ہے)

ملاحظہ فرمائیں: (التعليق الصحيح، كتاب اللباس، الفصل الأول: ٣٨٣/٤، المكتبة العثمانية، لاهور)

(أوجز المسالك، كتاب اللباس، باب: ما جاء في إسبسال الرجل ثوبه: ١٧٩/١٦ - ١٩٠، دار القلم)

(بذل المجهود، كتاب اللباس، باب: ما جاء في إسبسال الإزار، رقم الحديث: ٤٠٨٥، ١١٣/١٢، مركز

الشيخ أبي الحسن النسوي، الهند)

اور دوسرے گروہ میں علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے اس کے میں یہ فرمایا ہے کہ اس مسئلہ میں تکبیر کی قید کا اعتبار نہیں ہے، اسبسال ہر حال میں مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

ملاحظہ ہو: (امداد الفتاویٰ، احکام متعلقہ لباس، ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا تہبند لکانا و دفع شبہ متعلقہ مسئلہ مذکورہ، جواب اشکال برکراہت

اسبسال بدون خيلاء: ١٢١-١٢٣، مكتبة دارالعلوم كراچی)

(اصلاح رسوم، آٹھویں فصل، ص: ٢٩، ٣٠، دارالاشاعت)

(إعلاء السنن، كتاب المحظر والإباحة، باب: النهي عن الثوب المزعفر للرجال، فوائد شتى تتعلق باللبس

والاستعمال: ٣٦٦/١٧، إدارة القرآن كراتشي)

(العرف الشذي، كتاب اللباس، باب: ما جاء في كراهية جر الإزار، رقم الحديث: ١٧٣٠، ٢٥٢/٣، دار إحياء

التراث العربي)

(فيض الباري، كتاب اللباس، باب: قول الله تعالى: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ رقم الحديث:

(حاشیہ البدر الساری إلی فیض الباری للمیرٹھی، کتاب اللباس، باب: قول اللہ تعالیٰ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ

التي أخرج لعباده﴾ رقم الحدیث: ۵۷۸۳، ۷۲/۶، دارالکتب العلمیہ)

(تقریر ترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء في كراهية جر الإزار: ۲۳۸-۲۴۱، میمن اسلامک بکس)

(تکملہ فتح المهم، کتاب اللباس والزینة، باب: تحريم جر الثوب، رقم الحدیث: ۵۴۱۱، ۲۱۳/۴، مکتبہ دار

العلوم کراتشی)

(نوٹ: اس دوسرے گروہ کے تمام متدلات کا جواب مسلک بریلویت کے شیخ الحدیث جناب غلام رسول سعیدی صاحب نے اپنی تفسیر ”تبیان

القرآن، (جلد: ۴، صفحہ: ۳۲۱ تا ۳۳۱) میں دیا ہے، اسے بھی ملحوظ خاطر رکھ لیا جائے، مذکورہ تفسیر آنجناب کے پاس ہو تو فہما، بصورت دیگر انٹرنیٹ سے

مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے)

<http://www.archive.org/download/TafsirTibyan-ul-quranUrdu/TibyanulQuranJ4.pdf>

اس کے علاوہ علماء دیوبند کے تمام فتاویٰ جات میں بھی اسی طرح (بہر صورت مکروہ تحریمی کا قول) مذکور ہے،

چنانچہ! فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶/۱۳۷، امداد الفتاویٰ: ۴/۱۲۱، امداد الاحکام: ۳/۳۳۷، فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/۲۷۳، کفایت المفتی: (مفتی کفایت اللہ

صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے دو مقامات پر اس فعل کے بارے میں لکھا ہے کہ ایسا کرنا ”سخت گناہ“ ہے، ملاحظہ ہو: ۳/۳۱۱، ۹/۱۵۶، اور ایک جگہ لکھا ہے کہ

”مکروہ تزیہی“ ہے، ملاحظہ ہو: ۳/۴۳۰ (احسن الفتاویٰ: ۳/۲۹۶، فتاویٰ رحیمیہ: ۵/۱۲۶، فتاویٰ حقانیہ: ۲/۴۱۶، ۳/۱۹۵، آپ کے مسائل اور ان کا حل

۳/۳۲۳، فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۲/۲۱۶، نجم الفتاویٰ: ۲/۳۹۲، فتاویٰ عباد الرحمن: ۵/۱۲۸، میں حرمت، کراہت تحریمی اور سخت گناہ کا حکم مذکور ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل ملاحظہ کرنے کے بعد معلوم یہ کرنا ہے کہ

(۱) فقہاء احناف کے نزدیک تکبر کی نیت کے بغیر ”اسبال الازار“ کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں کتب فقہیہ میں کیا تفصیلات ہیں؟

(۲) ”اسبال الازار“ سے متعلق مذکور احادیث میں سے جو احادیث (تکبر کی قید سے) مطلق ہیں، انہیں فقہائے احناف کے نزدیک (تکبر کے

ساتھ) مقید (احادیث) پر محمول کیا جائے گا یا نہیں؟

(۳) اکابرین علماء دیوبند رحمہم اللہ کی اکثریت نے اس مسئلہ میں فقہائے احناف (ملا علی قاری، علامہ عینی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ) کی

اتباع کو کس بناء پر ترک کیا؟ بالفاظ دیگر! اس مسئلہ میں فقہائے احناف کی عبارات کو چھوڑ کر براہ راست احادیث سے استدلال کیوں کیا گیا؟

فقط والسلام!
المستفتی:

محمد راشد ڈسکوی

استاذ و رفیق شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۴۳۶/۶/۲ھ



(جواب منسلک ادراک پر ملاحظہ فرمائیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الجواب حامدا ومصليا

(۱، ۲، ۳) مسئلہ "اسبالِ ازار" سے متعلق حنفیہ کی کتبِ فقہیہ میں بہت کم تعرض کیا گیا ہے، البتہ مختلف شراحِ حدیث نے اس مسئلہ پر کلام فرمایا ہے۔ شروحِ حدیث کے مطالعہ سے اسبالِ ازار کی تین صورتیں معلوم ہوتی ہیں:

پہلی صورت:

اسبالِ ازار بنیتِ تکبر ہو۔ اس کے مکروہ تحریمی ہونے پر اتفاق ہے۔ وتدل علیہ الروایات المقیدہ بالبطر

والخیلاء۔ (دیکھئے صفحہ نمبر ۴)

دوسری صورت:

اسبالِ ازار کسی عذر کی بناء پر ہو، مثلاً پیر پر زخم چھپانے کی غرض سے ہو یا اسبالِ ازار بے توجہی کی بناء پر ہو۔ اس پر وعید اور مواخذہ نہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ وتدل علیہ الروایات المرخصۃ مثل رخصۃ ابی بکرؓ
صحروا بن مسعود رضی اللہ عنہما۔

تیسری صورت:

اسبالِ ازار عادت اور فیشن وغیرہ کی بناء پر قصداً ہو، البتہ تکبر کا قصد نہ ہو۔ اس صورت کے حکم میں

علماء کرام کا اختلاف ہے۔

قول اول: کراہتِ تنزیہ

بعض علماء کرام جیسے علامہ نوویؒ اور ملا علی قاریؒ وغیرہما کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہ حضرات اسبالِ ازار کی مطلق روایات (جن میں "بطر" اور "خیلاء" کی قید نہیں ہے) کو مقید روایات پر وجوباً محمول کرتے ہیں۔ (دیکھئے صفحہ نمبر ۸)

قول دوم: کراہتِ تحریم

بعض علماء کرام جیسے علامہ ابن حجرؒ اور علامہ ابن العربیؒ کے نزدیک اگر تکبر کی نیت نہ بھی ہو، پھر بھی اسبالِ ازار مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس میں "مظنۃ تکبر" بہر حال موجود ہے۔ علامہ ابن عبد البرؒ نے اس صورت کو مذموم فرمایا ہے جس سے بھی کراہتِ تحریمی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ جس چیز کی شریعت میں

مذمت بیان کی گئی ہو، اس کا درجہ کراہتِ تنزیہی سے بڑھ جاتا ہے، البتہ یہ صورت پہلی صورت کی بنسبت کراہت میں کم ہے، کیونکہ وہاں قصدِ تکبر ہے اور یہاں "مظنّہ تکبر" ہے۔ (دیکھئے صفحہ نمبر ۹)

قول بکراہتِ تحریم کی ترجیح اور وجوہ ترجیح:

اب تیسری صورت میں ترجیح کراہتِ تحریمی کو ہے یا کراہتِ تنزیہی کو؟ اور جانبِ راجح کی وجوہ ترجیح کیا ہیں؟ اس سلسلے میں ہمارے اکابر علماء پاک و ہند اور علماء عرب نے کراہتِ تحریمی کو ترجیح دی ہیں۔ جس کی وجوہ درج ذیل ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسبابِ ازار سے مطلقاً ممانعت فرماتے تھے۔ کسی سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ آپ نے ایسا تکبر کی وجہ سے کیا ہے یا بلا تکبر؟ نہ مسئلہ بیان کرتے وقت یہ تفصیل کرتے تھے کہ تکبر کی قصد سے اسبابِ ازار ممنوع ہے اور اس کے بغیر جائز ہے۔ صحابہ کرام کی عام اور مطلق ممانعت کے اہتمام کا اندازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان پر جب خنجر کے ذریعے قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ سخت زخمی حالت میں تھے۔ ایک شخص ان کی عیادت کے لیے آئے، جب واپس جا رہے تھے تو ان کا ازار ٹخنوں سے نیچے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب ان پر نظر پڑی تو اس سخت زخمی ہونے کی حالت میں بھی ان کو واپس بلوایا اور ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: یا ابنِ اخی ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک و اتقی لربک. (ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۸)

۲۔ نبی کریم ﷺ جیسی پیاری اور عظیم شخصیت جن کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی طرف قرآن کریم تاکید کے ساتھ دعوت دیتا ہے، آپ کا مبارک طرزِ عمل ازار کو ٹخنوں سے اونچا رکھنے کا تھا، اور اسبابِ ازار سے عملاً اجتناب اور قولاً ممانعت فرماتے تھے اور آپ کی اقتداء میں جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول و عمل بھی یہی تھا۔ اور جن قلیل صحابہ کرام کے بارے میں اسبابِ ازار کی روایات منقول ہیں۔ ان کا یہ عمل مختلف اعذار پر مبنی تھا۔ پھر ان میں سے بعض کے اعذار کو صاحبِ شریعت نے قبول فرما کر ان کو معذور قرار دیدیا جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما۔ اور بعض کے اعذار کو سننے کے بعد ان کو رفع ازار کی تاکید فرمائی، جیسے عمرو بن زرارہ۔ (دیکھئے صفحہ نمبر ۵)

لہذا نبی کریم ﷺ اور جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عملاً اجتناب اور قولاً ممانعت کی اقتداء کرتے ہوئے اسبابِ ازار سے عملاً اجتناب کیا جائے گا۔



(۲)۔ اسبابِ ازار سے متعلق اکثر روایات مطلق ہیں اور اس میں بطور اور خبیلاء کی قید نہیں ہے، اور وہ اپنے ظاہر سے "قصداً اسبابِ ازار" کی اس صورت کو بھی شامل ہے جس میں تکبر کا قصد نہ بھی ہو، لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اسبابِ ازار کی مذکورہ صورت کو مکروہ تحریمی سمجھ کر عملاً خود اس سے اجتناب کیا جائے۔

(۳)۔ اگر ان احادیث کو قوت میں ممانعت والی احادیث کے برابر بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی احتیاط ممانعت والی احادیث پر عمل کرنے میں ہے کیونکہ جب مبیح اور محرم میں تعارض ہو جائے تو عمل محرم پر ہوتا ہے۔

(۵)۔ اسبابِ ازار میں اگر قصدِ تکبر نہ بھی ہو تو بھی اس میں "مظنۃ تکبر" ضرور ہے۔ اور تکبر حرام اور اس پر وعید شدید ہے اور تکبر ایک پوشیدہ مرض ہے اور حضرت تھانویؒ جو اس فن کے امام اور مجدد ہیں، ان کی وضاحت کے مطابق تکبر کے کئی سارے اقسام ہیں اور اکثر ان میں ادق و اعرض اس قدر ہیں کہ بجز محقق کے کسی کی نظر وہاں تک نہیں پہنچتی اور اس میں علماء ظاہر کو بھی اس محقق کی تقلید حقیقت کی جستجو کے بغیر کرنی پڑتی ہے۔ (طریقہ و شریعت ص ۱۸۸، اسلامیات) پس جب تکبر حقیقت کے اعتبار سے اتنی مشکل اور باریک بیماری ہے اور حکم کے اعتبار سے حرام اور وعید شدید کا سبب ہے، تو اسبابِ ازار جو اس کی متعدد اسباب میں سے ایک سبب ہے وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جیسے کہ دیگر کبار مثلاً زنا کے اسباب لمس اور تقبیل وغیرہ ہیں۔ اس لیے لمس اور تقبیل وغیرہ کی طرح اسبابِ ازار سے پوری احتیاط رکھی جائے گی۔



(۶)۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ ممانعت صرف تکبر کی صورت میں ہے، اور تکبر کے بغیر اختیاری طور پر بھی "اسباب" کیا جاسکتا ہے، تو تکبر کے نہ پائے جانے کا دعویٰ خود کوئی اپنے بارے میں نہیں کر سکتا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود اپنے بارے میں اس کا دعویٰ نہیں کیا تھا، نیز یہ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کے بھی خلاف ہے: {فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى} [النجم: ۳۲]۔

(۷)۔ "اسبابِ ازار" کی ممانعت کی علت تکبر ہے، لیکن چونکہ تکبر ایک مخفی امر ہے جس کا پتہ چلانا دشوار ہے اور اس کا کوئی معیار و ضابطہ بھی نہیں ہے، لہذا اس کا سبب یعنی "اسباب" علت کے قائم مقام ہوگا، اور ممانعت محض "اسباب" سے ہی متحقق ہو جائیگی۔ اور علت کے خفاء کے وقت سبب کو اس کے قائم مقام کرنے کے متعدد نظائر شریعت میں موجود ہیں، ایسی صورت میں حکم کا مدار علت پر نہیں، بلکہ سبب پر ہوتا ہے۔

(۸) اگر بلا تکبر اسبالِ ازار جائز ہو تا تو بیانِ جواز کے لیے شارعِ علیہ السلام کم از کم ایک مرتبہ اسبال پر عمل فرماتے تاکہ حکم شرعی واضح ہو جائے، لیکن ایسا ثابت نہیں۔ لہذا اسے عمل کی حد تک گراہت تحریمی کو ارجح سمجھ کر احتیاطاً و برحمتیاً اس عمل کو ترک کرنا چاہئے۔
روایاتِ اسبالِ ازار مقیدہ بالبطر والخیلاء
احتیاطاً و مؤخریاً رضی اللہ عنہما

(الف)۔ صحیح البخاری۔ نسخة طوق النجاة (ص: ۳۰۱)

عن سالم بن عبد الله عن أبيه - رضي الله عنه - عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة فقال أبو بكر يا رسول الله إن أحد شقي إزاري يسترخي إلا أن أتعاهد ذلك منه فقال النبي صلى الله عليه وسلم لست ممن يصنعه خيلاء

(ب)۔ صحیح مسلم - عبد الباقي (۳ / ۱۶۵۲)

عن بن عمر * أنه رأى رجلا يجر إزاره فقال ممن أنت فانتسب له فإذا رجل من بني ليث فعرفه بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بأذني هاتين يقول من جر إزاره لا يريد بذلك إلا المخيلة فإن الله لا ينظر إليه يوم القيامة

(ج)۔ السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي (۲ / ۲۴۲)

عن ابن مسعود رفعه أبو عوانة ولم يرفعه ثابت : أنه رأى أعرابيا عليه شملة قد ذيلها وهو يصلى ، فقال : « إن الذي يجر ثوبه من الخيلاء في الصلاة ليس من الله في حل ولا حرام ».

(د) صحیح البخاری۔ نسخة طوق النجاة (ص: ۳۰۱)

عن سالم بن عبد الله عن أبيه - رضي الله عنه - عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة فقال أبو بكر يا رسول الله إن أحد شقي إزاري يسترخي إلا أن أتعاهد ذلك منه فقال النبي صلى الله عليه وسلم لست ممن يصنعه خيلاء

روایاتِ اسبالِ ازار غیر مقیدہ بالبطر والخیلاء

(الف) صحیح البخاری۔ نسخة طوق النجاة (ص: ۳۰۲)

حدثنا آدم حدثنا شعبة حدثنا سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار.



(ب) سنن أبي داود - ن (٤ / ١٤٣)

عن عبد الرحمن بن حرملة أن ابن مسعود كان يقول كان نبي الله - صلى الله عليه وسلم - يكره عشر خلال الصفرة - يعنى الخلق - وتغيير الشيب وجر الإزار والتختم بالذهب والتبرج بالزينة لغير محلها والضرب بالكعاب والرقي إلا بالمعوذات وعقد التمام وعزل الماء لغير أو غير محله أو عن محله وفساد الصبي غير محرمه. قال أبو داود انفرد بإسناد هذا الحديث أهل البصرة والله أعلم.

(ج) شعب الإيمان (٨ / ٢٢٤)

عن رجل من بلهجوم قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: أنت رسول الله؟ قال: " نعم " قلت: إلى ما تدعو؟ قال: " أدعوك إلى الله عز وجل وحده... قلت: أوصني قال: " لا تسين أحدا " ... اتزر على نصف الساق فإن أبيت فإلى الكعب وإياك وجر الإزار فإنها من المخيلة وإن الله لا يحب المخيلة "

(د) صحيح مسلم - عبد الباقي (١ / ١٠٢)

عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال * ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم ولا يزكهم ولهم عذاب أليم قال فقراها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرار قال أبو ذر خابوا وخسروا من هم يا رسول الله قال المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب

(هـ) المعجم الكبير (٨ / ٢٣٢)

عن أبي أمامة قال : بينما نحن رسول الله صلى الله عليه و سلم إذ لحقنا عمرو بن زرارة الأنصاري في حلة إزار ورداء قد أسبل فجعل النبي صلى الله عليه و سلم يأخذ بناحية ثوبه ويتواضع لله ويقول : اللهم عبدك وابن عبدك وابن أمتك حتى سمعها عمرو بن زرارة فالتفت إلى النبي صلى الله عليه و سلم فقال : يا رسول الله إني حمش الساقين فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم : يا عمرو بن زرارة إن الله عز و جل قد أحسن كل خلقه يا عمرو بن زرارة إن الله لا يحب المسبلين ثم قال رسول الله صلى الله عليه و سلم بكفه تحت ركة نفسه فقال : يا عمرو بن زرارة هذا موضع الإزار ثم رفعها ثم وضعها تحت ذلك فقال :



يا عمرو بن زرارة هذا موضع الإزار ثم رفعها ثم وضعها تحت ذلك فقال
: يا عمرو بن زرارة هذا موضع الإزار.

(و) سنن الترمذي (٢٤٧ / ٤)

عن حذيفة قال : أخذ رسول الله صلى الله عليه و سلم بعضلة ساقى أو
ساقه فقال هذا موضع الأزار فإن أبيت فأسفل فإن أبيت فلا حق للإزار
في الكعبين

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح

(ز) المعجم الكبير (٣٨٧ / ١٢)

عن عبد الله بن محمد بن عقيل قال سمعت ابن عمر : يقول : كساني
رسول الله صلى الله عليه و سلم قبطية وكسى أسامة بن زيد حلة سبراء
فنظر فرآني أسبلت فجاء فأخذ بمنكبي فقال : (يا ابن عمر كل شيء
يمس الأرض من الثياب في النار) فرأيت ابن عمر يأتزر إلى نصف
الساق

(ح) سنن النسائي الكبرى - ترقيم شعيب (٤٨٤ / ٥)

عن الأشعث بن سليم قال سمعت عمتي تحدث عن عمها * أنه كان
بالمدينة يمشي فإذا رجل قال ارفع إزارك فإنه أبقي وأتقى فنظرت فإذا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله إنما هي بردة ملحاء
قال أما لك في أسوة فنظرت فإذا إزاره على نصف الساق

(ط) المعجم الكبير (٢٧٤ / ٩)

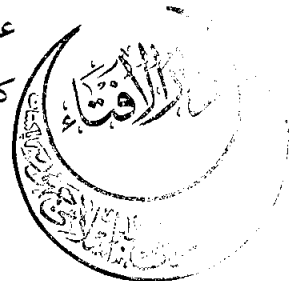
عن ابن مسعود : أنه رأى أعرابيا يصلي قد أسبل إزاره فقال : المسبل
إزاره في الصلاة ليس من الله عز و جل في حل ولا حرام

(ي) صحيح مسلم - عبد الباقي (١٦٥٣ / ٣)

عن ابن عمر قال * مررت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي
إزاري استرخاء فقال يا عبد الله ارفع إزارك فرفعته ثم قال زد فردت فما
زلت أتجراها بعد فقال بعض القوم إلى أين فقال أنصاف الساقين

(ك) المعجم الكبير (٣٢٢ / ١١)

عن عكرمة عن ابن عباس قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم :
كل شيء جاوز الكعبين من الأزار في النار



نبی کریم ﷺ کا اسبابِ ازار سے ممانعت

صحیح مسلم - عبد الباقي (٣ / ١٦٥٣)

عن بن عمر قال * مررت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي إزاري استرخاء فقال يا عبد الله ارفع إزارك فرفعته ثم قال زد فزدت فما زلت أتحرأها بعد فقال بعض القوم إلى أين فقال أنصاف الساقين

سنن النسائي الكبرى - ترقيم شعيب (٥ / ٤٨٤)

عن الأشعث بن سليم قال سمعت عمتي تحدث عن عمها (عبيد ابن خالد) * أنه كان بالمدينة يمشي فإذا رجل قال ارفع إزارك فإنه أبقي وأتقى فنظرت فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله إنما هي بردة ملحاء قال أما لك في أسوة فنظرت فإذا إزاره على نصف الساق

سنن الترمذي (٤ / ٢٤٧)

عن حذيفة قال : أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بعضلة ساقى أو ساقه فقال هذا موضع الأزار فإن أبيت فأسفل فإن أبيت فلا حق للإزار في الكعبين

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح

عون المعبود (١١ / ٩٦)

وحدث أبي أمامة قال بينما نحن مع رسول الله إذ لحلقنا عمرو بن زرارة الأنصاري في حلة إزار ورداء قد أسبل فجعل يأخذ بناحية ثوبه ويتواضع لله عز و جل ويقول عبدك وابن عبدك وأمتك حتى سمعها عمرو فقال يا رسول الله أنى أحمش الساقين فقال يا عمرو إن الله تعالى أحسن كل شيء خلقه يا عمرو إن الله لا يحب المسبل. (أخرجه الطبراني ورجاله ثقات)

صحیح البخاری - نسخة طوق النجاة (ص: ٣٠١)

عن سالم بن عبد الله عن أبيه - رضي الله عنه - عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة فقال أبو بكر يا رسول الله إن أحد شقي إزاري يسترخي إلا أن أتعاهد ذلك منه فقال النبي صلى الله عليه وسلم لست ممن يصنعه خيلاء



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسبابِ ازار سے ممانعت

الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم (١ / ٤٩)

قال عمرو رأيت عمر بن الخطاب قبل أن يصاب بأيام بالمدينة... وجاء الناس يشنون عليه وجاء رجل شاب فقال أبشر يا أمير المؤمنين ببشرى الله عز وجل قد كان لك من صحبة رسول الله {صلى الله عليه وسلم} وقد تم في الإسلام ما قد علمت ثم وليت فعدلت ثم شهادة فقال وددت أن ذلك كان كفافاً لا علي ولا لي فلما أدير الرجل إذا إزاره يمس الأرض فقال ردوا علي الغلام فقال يا ابن أخي ارفع ثوبك فإنه أنقى لثوبك واتقى لربك.

صحیح مسلم - عبد الباقي (٣ / ١٦٥٣)

عن محمد وهو بن زياد قال * سمعت أبا هريرة ورأى رجلاً يجر إزاره فجعل يضرب الأرض برجله وهو أمير على البحرين وهو يقول جاء الأمير جاء الأمير قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله لا ينظر إلى من يجر إزاره بطراً

السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي (٢ / ٢٤٢)

عن ابن مسعود رفعه أبو عوانة ولم يرفعه ثابت : أنه رأى أعرابياً عليه شملة قد ذيلها وهو يصلي ، فقال : « إن الذي يجر ثوبه من الخيلاء في الصلاة ليس من الله في حل ولا حرام ».

عبارات متعلّقة بقول كراهت تنزيهه

شرح النووي على مسلم (١٤ / ٦٢)

الحديث الصحيح أن الاسبال يكون في الازار والقميص والعمامة وأنه لا يجوز اسباله تحت الكعبين ان كان للخيلاء فان كان لغيرها فهو مكروه وظواهر الأحاديث في تقييدها بالجر خيلاء تدل على أن التحريم مخصوص بالخيلاء وهكذا نص الشافعي على الفرق كما ذكرنا وأجمع العلماء على جواز الاسبال للنساء وقد صح عن النبي صلى الله عليه و سلم الاذن لهن في ارخاء ذيولهن ذراعاً والله أعلم وأما القدر المستحب فيما ينزل إليه طرف القميص والازار فنصف الساقين كما في حديث بن عمر المذكور وفي حديث أبي سعيد ازاره المؤمن إلى أنصاف ساقيه



لاجناح عليه فيما بينه وبين الكعبين ما أسفل من ذلك فهو في النار
فالمستحب نصف الساقين والجائز بلا كراهة ماتحته إلى الكعبين فما
نزل عن الكعبين فهو ممنوع فان كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم
والافمنع تنزيهه وأما الأحاديث المطلقة بأن ماتحت الكعبين في النار
فالمراد بها ما كان للخيلاء لانه مطلق فوجب حمله على المقيد والله
أعلم قال القاضي قال العلماء وبالجملة يكره كل ما زاد على الحاجة
والمعتاد في اللباس من الطول والسعة والله أعلم

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (١١١ / ١٣)

فقال له رسول الله إنك لست ممن يفعله خيلاء والمعنى أن استرخاءه
من غير قصد لا يضر لا سيما ممن لا يكون من شيمته الخيلاء ولكن
الأفضل هو المتابعة وبه يظهر أن سبب الحرمة في جر الإزار هو
الخيلاء كما هو مقيد في الشرطية من الحديث المصدر به رواه البخاري
وعن عكرمة رضي الله عنه أي مولى ابن عباس قال رأيت ابن عباس
رضي الله تعالى عنهما يأتزر أي يلبس الإزار فيضع حاشية إزاره من
مقدمه على ظهر قدمه ويرفع من مؤخره قلت لم تأتزر هذه الإزرة بكسر
أوله وهي نوع من الاتزار قال رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم
يأتزرها أي تلك الإزرة ولعلها وقعت مرة فصادفت رؤية ابن عباس رضي
الله عنهما ولذا أخص بهذه الإزرة من بين الأصحاب والله أعلم

الفتاوى الهندية (٥ / ٣٣٣)

تقصير الثياب سنة وإسبال الإزار والقميص بدعة ينبغي أن يكون الإزار
فوق الكعبين إلى نصف الساق وهذا في حق الرجال، وأما النساء
فيرخين إزارهن أسفل من إزار الرجال ليستر ظهر قدمهن. إسبال الرجل
إزاره أسفل من الكعبين إن لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزيه، كذا في
الغرائب.



عبارات متعلقة بقول كراهت تحريم

عون المعبود (١١ / ٩٦)

قال بن العربي لا يجوز للرجل أن يجاوز بثوبه كعبه ويقول لا أجره خيلاء
لأن النهي قد تناوله لفظا ولا يجوز تناوله لفظا أن يخالفه إذ صار حكمه

أن يقول لا أمتته لأن تلك العلة ليست في فإنها دعوى غير مسلمة بل
إطالة ذيله دالة على تكبره انتهى

وحاصله أن الإسبال يستلزم جر الثوب وجر الثوب يستلزم الخيلاء ولو
لم يقصده اللابس

ويدل على عدم اعتبار التقييد بالخيلاء قوله إياك وإسبال الإزار فإنها
من المخيلة كما سبق في حديث جابر بن سليم وحديث أبي أمامة قال
بينما نحن مع رسول الله إذ لحلقنا عمرو بن زرارة الأنصاري في حلة إزار
ورداء قد أسبل فجعل يأخذ بناحية ثوبه ويتواضع لله عز و جل ويقول
عبدك وبن عبدك وأمتك حتى سمعها عمرو فقال يا رسول الله أني
أحمش الساقين فقال يا عمرو إن الله تعالى أحسن كل شيء خلقه يا
عمرو إن الله لا يحب المسبل أخرج الطبراني ورجاله ثقات

عون المعبود (٩٧ / ١١)

قال الشوكاني في النيل إن قوله لأبي بكر إنك لست ممن يفعل ذلك
خيلاء تصريح بأن مناط التحريم الخيلاء وأن الإسبال قد يكون للخيلاء
وقد يكون لغيره فلا بد من حمل قوله فإنها من المخيلة في حديث
جابر بن سليم على أنه خرج مخرج الغالب فيكون الوعيد المذكور في
حديث بن عمر متوجها إلى من فعل ذلك اختيالا... وحمل المطلق على
المقيد واجب وأما كون الظاهر من عمرو أنه لم يقصد الخيلاء فما بمثل
هذا الظاهر تعارض الأحاديث الصحيحة. انتهى كلام الشوكاني وهو قول
ضعيف والصحيح أن كل إسبال من المخيلة إن فعله قصدا

وقد أشع الكلام الحافظ بن حجر رحمه الله في الفتح فأجاد وأصاب
والله أعلم

فتح الباري لابن حجر (٢٥٥ / ١٠)

وأما ما أخرجه بن أبي شيبه عن بن عمر أنه كان يكره جر الإزار على كل
حال فقال بن بطال هو من تشديداته وإلا فقد روى هو حديث الباب
فلم يخف عليه الحكم قلت بل كراهة بن عمر محمولة على من قصد
ذلك سواء كان عن مخيلة أم لا وهو المطابق لروايته المذكورة ولا يظن
بابن عمر أنه يؤاخذ من لم يقصد شيئا وإنما يريد بالكراهة من انجر إزاره
بغير اختياره ثم تمادى على ذلك ولم يتداركه وهذا متفق عليه وإن



اختلفوا هل الكراهة فيه للتحريم أو للتنزيه وفي الحديث اعتبار أحوال الأشخاص في الأحكام باختلافها وهو أصل مطرد غالبا.

تكملة فتح الملهم (٤ / ١٢١)

ويظهر من كلام الحافظ في الفتح أنه يقول بكراهة التحريم عند عدم الخيلاء أيضا، وإنما الرخصة عنده فيما وقع بغير قصد واختيار.

تكملة فتح الملهم (٤ / ١٢٢)

ويتجه المنع أيضا في الإسبال من جهة أخرى، وهي كونه مظنة الخيلاء، قال ابن العربي: لا يجوز للرجل أن يجاوز بثوبه كعبه، ويقول: لا أجره خيلاء، لأن النهي قد تناوله لفظا، ولا يجوز لمن تناوله اللفظ حكما أن يقول: لا أمثله، لأن تلك العلة ليست في، فإنها دعوى غير مسلمة، بل إطالة ذيله دالة على تكبره. حاصله: أن الإسبال يستلزم جر الثوب، وجر الثوب يستلزم الخيلاء. ويؤيده ما أخرجه أحمد بن منيع من وجه آخر عن ابن عمر في أثناء حديث رفعه: "وإياك وجر الإزار، فإن جر الإزار من المخيلة".

تكملة فتح الملهم (٤ / ١٢٢)

والحاصل عند هذا العبد الضعيف - عفا الله عنه - أن العلة الأصلية من وراء تحريم الإسبال هي الخيلاء، كما صرح به رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث الباب، لكن تحقق الخيلاء أمر مخفى ربما لا يطلع عليه من ابتلى به، فأقيم سببه مقام العلة، وهو الإسبال. وهذا كالقصر في السفر، فإن علته هي المشقة، لكن المشقة أمر مجمل لا ينضبط بضوابط، فأقيم سببه مقام العلة، وهو السفر. وعلى هذا كلما تحقق الإسبال تحت الكعبين جاء المنع، إلا في غير حالة الاختيار، فإن انتفاء الخيلاء في ذلك متيقن، لأن الخيلاء لا تتحقق بفعل لا قصد فيه للعبد، ومن هذه الجهة أجاز رسول الله صلى الله عليه وسلم الإسبال لأبي بكر، وقال له: "لست ممن يصنعه خيلاء"، وبهذا تنطبق الروايات. والله سبحانه أعلم.



شرح رياض الصالحين - محمد بن صالح العثيمين (ص: ٨٩٢)

ثم ذكر المؤلف حديث ابن عمر وحديث أبي هريرة رضي الله عنهما في إسبال الثياب وإسبال الثياب يقع على وجهين الوجه الأول: أن يجزر الثوب خيلاء الوجه الثاني: أن ينزل الثوب أسفل من الكعبين من غير خيلاء أما

الأول: وهو الذي يجر ثوبه خيلاء فإن النبي صلى الله عليه وسلم ذكر له أربع عقوبات والعياذ بالله: لا يكلمه الله يوم القيامة ولا ينظر إليه يعني نظر رحمة ولا يزيه وله عذاب أليم... أما من لم يفعل خيلاء فعقوبته أهون ففي حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم قال: ما أسفل من الكعبين ففي النار ولم يذكر إلا عقوبة واحدة ثم هذه العقوبة أيضا لا تعم البدن كله إنما تختص بما فيه المخالفة وهو ما نزل من الكعب فإذا نزل ثوب الإنسان أو مشلحه أو سرواله إلى أسفل من الكعب فإنه يعاقب على هذا النازل بالنار ولا يشمل النار كل الجسد إنما يكوي بالنار.

شرح سنن أبي داود. عبد المحسن العباد (٢٣ / ٩٩)

قوله: [وياك وإسبال الإزار فإنها من المخيلة] . الإسبال هو نزول الثوب عن الكعبين، والمخيلة: هي الخيلاء. وكون الإسبال من الخيلاء ليس بلازم ألا يصدق عليه النهي إلا مع الخيلاء، ولكنه من أسبابه الخيلاء، أو قد يحصل بسببه الخيلاء، وإلا فإنه قد يقع من إنسان بأن يسترخي إزاره مثلما حصل لأبي بكر رضي الله عنه من غير قصد منه، ويتعاهده كلما نزل رفعه، ولكن لا يقال: إنه لا ينهى عنه إلا إذا كان القصد منه الخيلاء ويقول أحدهم: أنا ما أريد الخيلاء، إذاً: لا بأس أن أنزل عن الكعبين وأسبل في ثيابي! فإن النهي عام. وأما ذكر المخيلة فمعناه أن ذلك مظنة الخيلاء، والرسول صلى الله عليه وسلم يقول: (ما أسفل من الكعبين فهو في النار) وهذا يدلنا على أنه متى حصل الإسبال فسواء قصد الخيلاء أو لم يقصد ما دام أنه نازل عن الكعبين؛ فهو محرم وصاحبه آثم، لكنه يتفاوت فمن عنده هذا القصد السيئ أعظم جرماً ممن ليس عنده ذلك القصد.

والله تعالى أعلم بالصواب

عبد الحميد
عبد الحميد غفر الله له

دار الافتاء جامعة دارالعلوم كراچی

٩ / ربيع الأول / ١٤٣٤ هـ

٢١ / دسمبر / ٢٠١٥ م

عبد الحميد
عبد الحميد

٩ / ٣ / ١٤٣٤ هـ

عبد الحميد
عبد الحميد

٩ / ٣ / ١٤٣٤ هـ

عبد الحميد
عبد الحميد غفر الله له
٩ / ٣ / ١٤٣٤ هـ

